اسلام کا نظام تمویل

اسلامی بینکاری کے مسائل اور ان کے حل کی تجاویز

پیش کردہ برائے اسلام آباد فقہی سیمنار

مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد رمضان اختر

شعبہ اقتصادیات انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

نمبر شمار	فہرست برائے ذیلی عنوانات	نمبر شمار	فہرست برائے ذیلی عنوانات
1 -	اسلامی بینکاری کی سودی بینکاری پر پانچ فوقیتیں	5 -	لیٹر آف گارنٹی
2 -	اسلامی بینک کے ساتھ اصولوں پر بینکاری نہ کرنے کے وجوہات	6 -	قلیل المیعاد فنڈز کا استعمال
3 -	اسلامی بینکاری کے مسائل اور ان کے حل کی تجاویز	7 -	شریعہ سپر وائزری بورڈ
4 -	ادائیگیوں میں تاخیر پر جرمانے		

اسلامی بینکاری کی سودی بینکاری پر پانچ فوقیتیں :

مسلم ممالک کا اولین مقصد اپنے معاشروں کے اندر اسلامی زندگی کو وجود میں لانا اور نشو ونما دینا ہے۔ اسلامی زندگی قرآن وسنت کے سر چشمہ ہدایت سے تشکیل پاتی ہے۔ اس کی روشنی میں زندگی اپنے مختلف شعبوں کے ساتھ اکائی کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اسی اساسی ترکیب کی وجہ سے کسی خاص شعبہ کی کارکردگی کا دارومدار دوسرے شعبوں کی فعالیت پر ہے۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اسلامی بینکاری نظام اپنے مطلوبہ نتائج اس وقت تک برآمد نہیں کرسکتا جب تک اسلام مکمل طور نافذ العمل نہ ہو جب اسلامی بینکاری نظام اسلام کے قانونی، اخلاقی اور معاشرتی تناظر میں کام کرے گا۔ تب یہ امید کی جاسکتی ہے۔ کہ معاشرے سے غربت اور افلاس اور معاشی استحصال کا خاتمہ ہوسکے۔

اسلامی بینک کے ساتھ اصولوں پر بینکاری نہ کرنے کے وجوہات :

اسلامی بینکاری سود پر مبنی بینکاری نظام کا متبادل ہے۔ تکنیکی اعتبار سے اپنے متبادل نظام پر پانچ قسم کی فوقیتیں رکھتی ہے۔

ا۔ یہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ دونوں ڈیپازٹرز اور سرمایہ کار نفع ونقصان میں شرکت کے معاہدے میں پابند ہوکر مستفید ہوتے ہیں۔ بالعموم ڈیپازٹرز کو ملنے والے منافع کی شرح سود سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ وہ افراط زر کے منفی اثرات سے بھی محفوظ ہوتی ہے۔ کیونکہ جب قیمتیں بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ تو منافع زیادہ ہوتا ہے۔ اور قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ تو منافع بھی کم ہوتا ہے۔ سرمایہ کار بھی ظلم کرنے اور زیادتی کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے۔ منافع طے شدہ معاہدے کے مطابق

تقسیم ہوتا ہے۔اور نقصان کی صورت میں (مضاربت کے اصول کے مطابق) اصل رقم مع سود ادا کرنے سے بھی بچ جاتا ہے۔

۲۔ یہ نظام مالی وسائل کے بہترین تقسیم کا ذریعہ بنتا ہے۔سودی بینکاری میں قرضے مالی ساکھ اور تعلقات کی بنیاد پر ملتے ہیں۔ جبکہ اسلامی بینکاری نظام میں سرمایہ کی تقسیم منافع کی بنیاد پر ہوتی ہے۔اسلامی بینک کے مالی وسائل ان منصوبوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔جہاں سے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہوسکے۔

۳۔ اسلامی بینکاری مستحکم اور متوازن نظام ہے۔استحکام اس کی بنیادوں میں موجود ہے۔یہ اس لئے کہ اسلامی بینک مضاربہ کے اصول پر امانتیں وصول کرتا ہے۔ اور اسی اصول پر آگے سرمایہ کاری کرتا ہے۔ لہٰذا بیلنس شیٹ کے دونوں حصے **Liabilities** اور **Assets** متوازن رہتے ہیں۔جب کہ سودی نظام میں **Liabilities** معین اور **Assets** غیر معین متوازی ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جاپان اور مغربی دنیا میں آئے دن سودی بنک ناکام ہوتے رہتے ہیں۔

۴۔ اسلامی بینکاری اقتصادی ترقی کے لئے معاون اور سودی بینکاری رکاوٹ بنتی ہے۔آجروں کو نفع و نقصان کی بنیاد پر سرمایہ میسر ہوتا ہے۔جس سے سائنس و ٹیکنالوجی اور ایجادات کا عمل اور ترقی کی رفتار تیز تر ہوتی ہے۔

۵۔ اسلامی بینک حرام اور مسرفانہ منصوبوں کے لئے سرمایہ فراہم نہیں کرتا۔چنانچہ سینما گھر اور جوئے خانے تعمیر کرنے کے لئے سرمایہ نہیں ملتا اور اگرچہ وہ زیادہ منافع بخش بھی کیوں نہ ہوں۔جس سے اخلاقی ماحول متاثر ہونے سے بچ جاتا ہے۔اسی طرح معاشرتی بہبود کے منصوبوں کے لئے مثلاً کم لاگت کے مکانات کی تعمیر جن پر منافع کم بھی کیوں نہ ہو وافر سرمایہ فراہم ہوتا ہے۔اسی طرح قرضہ حسنہ کے ذریعہ غریب لوگوں کی ہنگامی اور اہم ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔

مذکورہ بالا اقتصادی فوائد اور دوسری برکات نفع و نقصان کی بنیاد پر چلنے والی بینکاری سے حاصل ہوسکتے ہیں۔اور بلاسود بینکاری کے عنوان پر چلنے والی نظام سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے۔**1960** کے اوائل میں جب بلاسود بینکاری وجود میں آئی بعد کے عشروں میں اس تحریک کو قوت ملی۔اس وقت دنیا میں اسلامی بینکوں کی تعداد **100** سے اوپر ہے اور **100** ارب ڈالر کے اثاثے ان کے پاس ہیں۔ہر سال ان کے کاروبار کا حجم بڑھ رہا ہے۔اور سودی بینکوں کے مقابلے میں ان کی ترقی کی رفتار زیادہ ہے۔یہ بینک نجی شعبے میں حکومت کی سرپرستی کے بغیر قائم ہوئے اور پھلے پھولے ہیں۔سودی فضا میں بینکاری کرتے ہیں۔اور اپنے ڈیپازٹرز کو مقابلۃً سود کے مقابلے میں زیادہ شرح منافع ادا کرتے ہیں۔ان کی کامیابی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔کہ آج تک کوئی بلاسود بینکاری کرنے والا بینک ناکام نہیں ہوا۔ اسلامی بینک آج کل جس طرح سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔وہ مضاربت اور مشارکت سے ہٹ کر **(Fixed return modes)** یعنی مقررہ معاوضے اور منافع کے اصول پر بینکاری ہے۔جن میں مرابحہ، بیع موجل، بیع سلم اور اجارہ **Modes** قابل ذکر ہیں۔اور ان میں مرابحہ پیش پیش ہے۔پاکستان میں **1980-85** کے عرصہ میں جب پورے ملک کے اندر بلاسود بینکاری نظام چل رہا تھا۔

87 فیصد سرمایہ کاری مرابحہ کے ذریعے ہوئی۔ کم وبیش یہی صورتحال دنیا کے دوسرے علاقوں میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسلامی بینکاری کی تحریک غلط پٹڑی پر چل پڑی ہے۔ جس سے نہ صرف مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہورہے ہیں۔ بلکہ عوام الناس میں یہ تاثر زور پکڑ رہا ہے کہ سودی اور غیر سودی نظام بینکاری طریقہ کار اور اپنے نتائج کے اعتبار سے یکساں ہیں۔

اسلامی بینکاری میں بینک مضاربت اور مشارکت کے ذریعے سرمایہ کاری کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی بینک اور ان کے کھاتہ داران اصولوں پر بینکاری کرنے کے لئے کیوں تیار نہیں؟ اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کاروباری افراد اور فرموں کے نزدیک سرمایہ حاصل کرنے کے لیے وہ ذرائع پسندیدہ سمجھے جاتے ہیں جو پابندی عائد نہ کریں اور کاروبار سے حاصل شدہ منافع کا کچھ حصہ کاروبار کی توسیع پر خرچ کرنے کی اجازت ہو۔ رائج الوقت شراکت اور مضاربت کے معاہدے اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ فقہا کے مشورے سے ان معاہدوں کی دستاویزات پر نظر ثانی کی جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بینکوں کے نقطہ نظر سے نفع ونقصان کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کرنا بہت مہنگا پڑتا ہے۔ سرمایہ کاری کے منصوبوں کا تجزیہ لگانا اور ان کی عملی تکمیل کی نگرانی اس وقت تک کرنا جب تک منصوبہ خاتمہ پر نہ پہنچے۔ بینک کے لئے مشکل اور مہنگا کام ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ اسلامی بینک اپنے غیر تربیت یافتہ عملے کی وجہ سے بھی اس قابل نہیں کہ نفع ونقصان میں شرکت والے کاروبار میں ہاتھ ڈالیں۔ اس مقصد کے لئے ان کے پاس تربیت یافتہ عملہ نہیں جو تکنیکی نوعیت کے کام سرانجام دے سکیں۔

چوتھی وجہ سرمایہ کاروں کی بددیانتی کا خوف ہے۔ ان کو ڈر ہے کہ مضاربت پر سرمایہ لینے والا شخص دھوکہ دہی کرے گا اور بالآخر کاروبار میں نقصان بتائے گا۔

پانچویں وجہ ٹیکسوں کا غیر منصفانہ نظام ہے بلند آمدنیوں پر شرح ٹیکس بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ کاروباری لوگوں کو کم منافع یا نقصان رپورٹ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

چھٹی وجہ پاکستان میں بیشتر کاروباری اداروں میں معیاری حسابات رکھنے کا رواج نہیں جس کی وجہ سے رقوم خورد برد ہوتے رہتے ہیں۔

ساتویں اور آخری وجہ فرموں کے حسابات کی جانچ پڑتال اور آڈٹ کے نظام کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے اسلامی بینک جائز منافع سے محروم ہوجاتا ہے۔

اسلامی بینکاری کے مسائل اور ان کے حل کی تجاویز :

ان حالات میں منافع میں شراکت کی بنیاد پر بینکاری کو قابل عمل اور پرکشش بنانے کے لئے ۳ تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ اسلامی بینکوں کو تربیت یافتہ عملے اور دیگر لوازمات سے مضبوط کیا جائے تاکہ وہ منصوبوں کا تکنیکی تجزیہ کرسکیں۔ اور معیاری اور درست حسابات رکھ سکیں۔

۲۔ مضاربت اور مشارکت کے اصول پر فراہم کیے جانے والے سرمایہ کے تحفظ کے لئے سیکورٹی طلب کی جائے تاکہ دھوکہ دہی

اور فراڈ کرنے کی صورت میں بینک اپنا سرمایہ سیکورٹی کو فروخت کر کے وصول کرے۔

۳۔ منافع میں شرکت کی بنیاد پر کی جانے والی سرمایہ کاری کی انشورنس کی جائے اور اس کے لئے مناسب ادارتی انتظام کیا جائے۔ جس سے بینک کے راس المال کو گارنٹی کیا جاسکے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تجویز کی شرعی نوعیت کی چھان بین کی جائے۔

پہلی تجویز انتظامی نوعیت کی ہے۔ اور آسانی سے عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ جبکہ دوسری تجویز شرعی اور فقہی تجزیے اور منظوری کی محتاج ہیں۔

ادائیگیوں میں تاخیر پر جرمانے :

اسلامی بینکوں کے سامنے یہ سوال اہم ہے۔ کہ سرمایہ کاروں کی جانب سے ادائیگیوں میں جو تاخیر یا عدم ادائیگی ہوتی ہے۔ اس سے کس طرح نمٹا جائے اور مارک آپ پر فروخت ہو یا فیس کی بنیاد پر جانے والے قرضے یا اجارہ سے وصول ہونے والی کرایہ کی اقساط سب کی ادائیگی کے لئے مقررہ تاریخ ہوتی ہے۔ اگر ادائیگیاں مقررہ تاریخ پر نہ ہوسکیں۔ تو بینک کو کیا کرنا چاہیے؟ یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ تاخیر کرنے والے پر اتنا جرمانہ کیا جائے۔ جس سے بینک کے نقصان کی تلافی ہو سکے۔ فقہی طور پر یہ بات سامنے آئی ہے۔ کہ جرمانہ کی رقم بینک کو نہیں دی جاسکتی اور یہ مرکزی بینک کو دی جائے گی جو اسلامی بینک کے نقصان کی تلافی کریگا۔ اس بات کی شرعی پوزیشن کو دیکھنا ہوگا۔

لیٹر آف گارنٹی :

عام بینکوں کی طرح اسلامی بینک بھی فیس کی بنیاد پر لیٹر آف گارنٹی جاری کرتے ہیں۔ جبکہ شرعی پوزیشن کے مطابق اسلامی بینک کو فیس وصول نہیں کرنا چاہیے۔ فیس کے دو پہلو ہیں۔ ایک اتنی فیس وصول کرنا جس سے بینک کے انتظامی اخراجات پورے ہوسکیں۔ اور دوسرے فی صد شرح کے حساب سے۔ موخرالذکر تو قطعی طور پر نا قابل قبول ہے۔ شاید اول الذکر کا جواز ممکن ہو اس کے بارے میں فقہی تحقیق کی ضرورت ہے۔

قلیل المیعاد فنڈز کا استعمال :

عملی طور پر بعض اوقات بینکوں کو قلیل المیعاد فنڈز کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اور سود کی بنیاد پر دوسرے بینکوں سے جن کے پاس فالتو فنڈ ہوتے ہیں۔ قرض لے کر اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ یہی صورت اسلامی بینکوں کو پیش آتی ہے اور سود کی عدم موجودگی میں فالتو فنڈز کس اصول کی بنیاد پر ضرورت مند بینک کو دیا جائے۔ اس کے لئے Daily product کا طریقہ تجویز کیا جاتا ہے۔ جس کی شرعی نوعیت کو دیکھنا ہوگا۔

شریعہ سپروائزری بورڈ:

اسلامی بینک جداگانہ طریقہ کار اور دائرہ عمل رکھتے ہیں۔ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ وہ ان پہلوؤں میں اسلامی اصولوں کی پیروی کررہے ہیں۔ ہر بینک کے لئے شریعہ بورڈ چاہیئے جو کہ بینک کی راہنمائی کرے اور اس کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کرے۔ عملی طور پر ایک دقت یہ پیش آرہی ہے۔ کہ مختلف بورڈ ایک ہی معاملے میں مختلف Rulings دے رہے ہیں۔ جس سے عوام الناس اور بینکوں کے گاہکوں میں شبہات پیدا ہورہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک خودمختار بورڈ کو فتاویٰ جاری کرنے کا اختیار دیا جائے۔ اس وقت OIC کی فقہ اکیڈمی اس کام میں مصروف ہے۔ لیکن اس کے کام کو مشتہر کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مضاربت پر ہونے والی بینکاری کے لئے بورڈ کا قیام قانونی ضرورت ہے۔ جبکہ دوسرے Modes پر ہونے والی بینکاری کے لئے شرعی بورڈ بنائے جائیں۔ شریعہ بورڈ کا ایک اہم کام یہ ہے۔ کہ وہ اسلامی بینکوں کے لئے نئی دستاویزات اور تجاویز وضع کرے جس سے اسلامی بینکاری کی تحریک کو فروغ ملے۔

اس وقت اہم ترین ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء، فقہاء۔ اقتصادیات اور بینکوں کے ماہرین سب سر جوڑ کر بیٹھیں اور اکٹھے مسائل کا تجزیہ کر کے اسلامی حل تجویز کریں تاکہ امت کو سودی بینکاری سے نجات دلائی جائے اور اسلامی بینکاری کو موثر طور پر عمل میں لایا جائے تاکہ اسلام کے عادلانہ اقتصادی نظام کو برپا کیا جاسکے۔

ربیع الاول کے حوالے سے خصوصی تحریر:

حضور اکرم ﷺ کی اصل یاد

اس وقت دنیا کے مسلمان عید میلادالنبیؐ مناتے ہیں، حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی نبوت ورسالت کا کوئی بھی واضح یا مبہم دعویٰ تسلیم کرنے کے لئے ہم قطعاً تیار نہیں ہیں، جیسا کہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے تو اس طرح ہم خود بخود قیامت تک حضورؐ کی تعلیمات مقدسہ اور سیرت مطہرہ کی اہمیت اور ضرورت پر بھی مہر لگا لیتے ہیں۔ حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب اور دجال ہے تو اس سے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ آج کی پرظلمت دنیا کی روشنی اور ہدایت بھی حضور اقدسؐ کے قول و عمل اور اخلاق و کردار سے ہی ہوسکتی ہے جسے ہم سیرت کا نام دیتے ہیں۔ مگر کیا یہ حق صرف دو چار دن کے جلسے، جلوسوں چراغاں اور آرائشی دروازوں سے ادا ہو جاتا ہے، افسوس کہ عمل و کردار سے عاری قوموں کی طرح مسلمان بھی صرف ان ظاہری اور رسمی رسومات میں اپنے لئے سامان تسکین ڈھونڈ رہے ہیں حضور کی اصل یاد تو یہی تھی کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ ہر عمل اور ہر سانس سیرت کا عمل نمونہ بن جاتا اگر ایسا نہیں ہوتا تو ہزار بار ہم اپنی آبادیوں کی ہر اینٹ کو چراغاں سے روشن کیوں نہ کردیں ہمارے قلوب سیاہ اور عمل کی دنیا اجڑی رہے گی۔

﴿اقتباس "اسلام اور عصر حاضر" حضرت مولانا سمیع الحق صاحب﴾